ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

خانوادہ عبیدیہ کے صوفی مفتیان کرام کی دینی خدمات: تجزیاتی مطالعہ

The Religious Contribution of the Sufi Muftīs of the Obāydiya Dynasty: An Analytical Study

*Dr. Syed Abrar Hussain Shah [1]
**Dr. Hafiz Muhammad Hassan Mahmood
***Dr. Hafiz Muhammad Sharif

ABSTRACT

The science of jurisprudence was written down to interpret the guidance given by the Qur'ān and the Sunnah regarding outward actions, and the ilm ul ēhsān, which is also called the science of ethics (ilm ul akhlāq) and the science of Sufism (ilm ul tasawwūf), was written down to explain the details of the things that the Qur'ān and the Sunnah have said about reforming the inner world. The one who has perfect access to all these sciences was considered as a perfect religious scholar. Since these sciences were written down for the convenience of the Ummah and were not against the Qur'an and the Sunnah, but the spirit of the Qur'ān and the Sunnah and their benefits. Therefore, each of them The person who knew him started to be known by a different name. Among the scholarly families of Multan, the status of Obāydiya family is prominent. The scope of the religious and academic services of this family attributed to Mufti Obāidullah Multani is rightly present in the fields of writing, speech and teaching. In this article, the pen services of five sons from the first successor, Mufti Abdul Rahman to Mufti Abdul Wadūd, are specifically mentioned. The expression of the practical forms of Sufism with a prominent recognition in the knowledge of fatwa and heritage is the distinction of this family. Practical teachings for the problems faced by the contemporary are provided to the seminary and related parties through speech and writing. The combination of jurisprudence and Sufism, what qualities are found in the society, the quest to see its practical example is the motivation of this research article. He has done regular writing services on Sufism with Fatwā-Writing (Fatwā Navēsī) explaining terms such as Wahdat-ul-Wujūd. A Sufi is one who is always ready to pay for the rights of Allah. The pen services of Khāwaja Abdul Aleem are prominent. The successors of Khwāja Obāidullah Multani appreciated the scholarly legacy of their ancestor and adopted his practices in practical life. Among the Sufi muftis of the family, the pen services of Khwāja Abdul Aleem are prominent.

Key Words: Obāydiya Dynasty, Sufi Muftīs, Analytical Study, Religious Contribution, Successor.

مفتی عبید اللہ ملتانی کی شخصیت تصوف اور فقہ کے میدان میں معروف ہے۔ آپ کی اولاد و احفاد میں بھی فقہ کے ساتھ تصوف کا ذوق بجا طور پر موجود رہا ہے۔ خانوادہ عبیدیہ کے علمی فضل و کمال کا اقرار مؤرخین ملتان نے بالتصریح کیا ہے۔

---

[1] *Assistant Professor, COMSATS University Islamabad, Vehari Campus, Punjab, Pakistan. Abrarhussain@cuivehari.edu.pk , +923337000275

**Lecturer, University of Education Lahore, Vehari Campus hassan.mahmood@ue.edu.pk, +923017419926

***Visiting Faculty, BZ University Multan, Punjab, Pakistan. badri.sharif786@gmail.com

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

"مولانا کا خاندان شروع سے ہی علم و فضل کا گہوارہ چلا آیا ہے۔ آپ کے اجداد میں ایک بزرگ مولانا داؤد نے تصوف میں ایک رسالہ "شیر و شکر" تصنیف فرمایا تھا جو آسان فارسی میں مطبوعہ ہے"۔[2]

مفتی عبد الباقی اپنے اسلاف کا ذکر کرتے ہوئے "سر دلبراں" کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔

خواجہ عبید اللہ ملتانی کے آباءواجداد سب علماء، صلحاء اور مقتدائے زمانہ گزرے ہیں آپ کے آباءواجداد کے فضل و کمال کے لیے اتنا کافی ہے کہ حضرت مُحب المساکین، فخر العاشقین، محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری اپنی مجالس میں اُن کے فضائل بیان فرمایا کرتے تھے۔[3]

آباءواجداد میں سے مولانا قدرۃ اللہ کے مدفن و وصال اور حالات کے بارے میں تذکرہ ملتا ہے ان سے اوپر کے سلسلہ بارے وصال و مدفن کی معلومات ناپید ہیں۔

"مولانا قدرۃ اللہ سے اوپر سلسلہ غیر مصدقہ بلکہ نامعلوم ہے مگر اتنا مشہور اور زبان زد خاص و عام ہے کہ یہاں تک آپ کے آباءواجداد سب علماء، صلحاء اور مقتدائے زمانہ گزرے ہیں"۔[4]

مفتی عبید اللہ ملتانی کی اولاد بارے تاریخی کتب میں نہ صرف تفصیلی احوال ملتے ہیں بلکہ دینی اور خاص طور پر افتاء کی خدمات کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ اولاد میں اب تک نامور صوفی مفتیان کرام کا سلسلہ جاری ہے۔ چونکہ خواجہ عبید اللہ ملتانی خود صاحب نظر فقیہ تھے جس پر آپ کے متعدد فقہی مخطوطات ناطق و شاہد ہیں۔ آپ کی فقاہت کا فائدہ و ثمرہ حلقہ ارادت میں آنے والوں اور اولاد کو خوب حاصل ہوا۔

ذیل میں خانوادہ عبیدیہ کے مفتیان کرام کا اولاً اجمالی اور پھر قدرے تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے۔

خانوادہ عبیدیہ کے مفتیان کرام

1. مفتی محمد عبد الرحمٰن المعروف خواجہ عربی غریب نواز
2. مفتی محمد عبد العلیم المعروف مفتی اعظم ہند
3. مفتی محمد عبد الکریم المعروف ولی لاثانی
4. مفتی محمد عبد الشکور المعروف سراپا نور و سرور
5. مفتی عبد الودود المعروف معدنِ جود

[2]DOI: https://doi.org/10.52700/alhidayah.v3i1.24 , VOL. 3 NO. 1 (2021): AL-HIDAYAH الھدایۃ

فریدی، نور احمد خان۔ تاریخ ملتان جلد دوم ص226۔ باب مظفر خان دور کے علماء و مشائخ۔ مطبوعہ مقر الادب ملتان

[3] خواجہ عبد الباقی مفتی، مقدمہ سرِ دلبراں صفحہ نمبر4748 مطبوعہ مکتبہ فیضان سنت۔ اندرون بوھڑ گیٹ ملتان

[4]حسن محمود ح.م & ., دتہ ا.(2019). قیام امن کے لئے خواجہ عبید اللہ ملتانی کے صوفیانہ اسلوبِ تبلیغ کی عصری معنویت: تجزیاتی مطالعہ . Al-Milal: Journal of Religion and Thought, 1(2), 116–126. Retrieved from http://al-milal.org/journal/index.php/almilal/article/view/36

محمد عادل، خواجہ۔ عباد الرحمٰن، ص43،42، جلد اول سن طباعت 1990ء مطبوعہ روم خواجہ ٹیکس خواجہ آباد ملتان

مولانا مفتی خواجہ عبدالرحمٰن

آپ مفتی خواجہ عبیداللہ ملتانی کے فرزند، جانشین، خلیفہ مجاز اور شاگرد تھے۔ ان کے دور میں ان کے خاندانی مدرسہ عبیدیہ نے بڑی ترقی کی اور ان کے تبحر علمی کی شہرت کی وجہ سے طالبان علم کی کثیر تعداد نے اس مدرسہ کی طرف رخ کیا اور آپ کے علم سے فیضیاب ہوئے۔ مولانا عبدالرحمٰن کا فقہی مقام مسلمہ ہے جس کا تذکرہ مؤرخین نے اپنی کتب میں بجا طور پر کیا ہے۔ مولانا نور احمد خان فریدی نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں پیش کیا۔

"مولانا عبدالرحمٰن بہت بڑے عالم اور صوفی تھے۔ آپ محلہ صحافاں سے محلہ قدیر آباد میں منتقل ہو آئے اور یہاں والد ماجد کے مقبرے کے قریب اراضی خرید کر مدرسہ عبیدیہ رحمانیہ کی بنیاد رکھی اور ایک مسجد کلاں تعمیر کرائی"۔[5]

خواجہ عبدالرحمٰن کے دور میں مدرسہ عبیدیہ میں ہر وقت سو طلباء زیر تعلیم رہتے تھے جو علم فقہ خصوصی طور پر علم میراث کے حصول کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ آپ نہایت قابل استاد تھے۔[6]

مفتی خواجہ عبدالرحمٰن کو علم فقہ اور اصول فقہ میں خاص مہارت حاصل تھی یوں کہیے کہ فقاہت کی سخاوت آپ کو گھٹی میں ملی تھی۔ اصول فقہ کی مشکل ترین کتاب جس پر مکمل عبور حاصل کرنے میں عمر بیت جاتی ہے۔ آپ پچاس سال کی عمر میں اس کے بیاسی (82) دورے مکمل کر چکے تھے۔

تقریباً پچاس سال کی عمر میں آپ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں اصول فقہ کی کتاب توضیح تلویح کے بیاسی (82) دورے مکمل کر چکا ہوں اسی ایک مثال سے ان کی تدریسی مہارت اور محنت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔[7]

آپ کے زیر اہتمام مدرسہ کا انتظام و انصرام انتہائی سادہ اور تکلفات سے مبرہ تھا۔

کتاب "عبادالرحمٰن" میں درج ہے۔

اسلاف کی یاد تازہ کرنے والے اس مدرسہ میں کوئی تنخواہ دار معلم نہ تھا بلکہ خود مفتی خواجہ عبدالرحمٰن اور اولاد کے علاوہ چند مخلص فیض یافتہ شاگرد و مریدین حضرات و طلباء کی تعلیم و تربیت کا خالصۃً للہ فریضہ انجام دیتے بغیر چندہ جات کے اپنی جیب سے طلباء کی رہائش و خوراک کا خرچہ برداشت کیا جاتا تھا۔[8]

مدرسہ عبیدیہ رحمانیہ کے نصاب کے بارے "عبادالرحمٰن" میں لکھا ہے۔

یہاں جملہ علوم متداولہ فارسی و عربی میں صرف و نحو سے لیکر فقہ، حدیث، تفسیر اور ہیئت وغیرہ تک سب علوم پڑھائے جاتے مگر علم میراث میں بالخصوص یہ مدرسہ سند کی حیثیت رکھتا تھا کہ طلباء فارغ التحصیل ہونے کے بعد بھی دورہ میراث کے لئے حاضر ہو کر سند حاصل کرتے۔[9]

---

[5] نور احمد فریدی، مولانا، تاریخ ملتان، ناشر قصر الادب نور محل براہ شجاع آباد رائٹر کالونی سن طباعت 1977ء

[6] تاریخ ملتان جلد دوم۔ ص 227

[7] فقہاء ملتان، جلد اول، ص 43

[8] عبادالرحمٰن، جلد اول، صفحہ 427،428

[9] عبادالرحمٰن، جلد اول، صفحہ 427،428

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

آپ کے مدرسہ کے تعلیمی ماحول کی عمدگی کا اندازہ "تاریخ ملتان" کے اس اقتباس سے لگائیے۔

"آپ کے مدرسہ کا تعلیمی معیار اس قدر بلند تھا کہ آپ تمام طلباء سے عربی میں گفتگو فرماتے"۔[10]

مولانا عبدالحی لکھنوی نے نزہۃ الخواطر کے جزء ثامن میں آپ کا ذکر ان جامع الفاظ میں کیا ہے۔

الشیخ الفاضل عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن قدرۃاللہ الچشتی الملتانی احدالعلماء المبرزین فی الفقہ والاصول اخذ عن والدہ وعن غیرہ من العلماء ثم اخذالطریقۃ عن ابیہ ولازمہ ملازمۃ طویلۃ و درس و افاد وکان علیٰ قدم ابیہ فی العلم والعمل"[11]

شیخ فاضل عبدالرحمٰن بن عبید اللہ بن قدرۃ اللہ چشتی ملتانی فقہ اور اصول فقہ میں مکمل مہارت و پختگی رکھنے والے علماء میں سے ایک ہیں۔اپنے والد اور چند دیگر علماء سے بھی علوم حاصل کیے پھر سلسلہ طریقت میں اپنے والد سے تربیت پائی اور انکی صحبت میں کافی عرصہ رہے، درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کرتے رہے اور علم و عمل میں اپنے والد کے نقش قدم پر گامزن تھے۔[12]

مفتی عبدالرحمٰن نے اگرچہ باقاعدہ تصنیفی خدمات اپنے والد مفتی عبیداللہ ملتانی کی طرح تو سرانجام نہ دیں کیونکہ افتاء و تدریس کا بار گراں آپ کے سر ہونے کے ساتھ ساتھ طریقت و تصوف کے اسرار و رموز کا فروغ بھی لازمی سمجھتے تھے۔اسی بابت "عبادالرحمٰن" کے چند اقتباسات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

اگرچہ اپنے پدر بزرگوار قبلہ کی طرح مستقل تصنیف تو اپنی یادگار نہیں چھوڑیں کہ درس و تدریس و فتوٰی نویسی و اوراد و وظائف و ذکر و اشغال اور سلسلہ رشد و ہدایت و وعظ و نصیحت ہی کی کافی مصروفیت تھی۔[13]

مستقل تصنیفات اگرچہ نہیں ملتیں لیکن آپ کے فتاوٰی جات کی تعداد بکثرت تھی جس کی دلیل آپ کے شعبۃ الافتاء کی شہرت اور متوسلین و مریدین کی مراجعت ہے۔چنانچہ فتوٰی نویسی کے بارے میں خواجہ محمد عادل نے بڑے باوثوق پیرائے میں کلام کیا۔"آپ کے فتاوٰی جات کی تعداد یقیناً ہزاروں تک پہنچتی ہو گی لیکن افسوس کہ قریب زمانہ میں انکو جمع کرنے کا کام باضابطہ طور پر نہ ہو سکا حالانکہ آپ کے فتاوٰی جات علمائے کرام کے لئے بھی سند کا درجہ رکھتے تھے چنانچہ بعض مسائل پر تحقیقی رسائل میں آپ کے فتاوٰی کی نقل دیکھی گئی ہے جسے علماء نے بطور حجت پیش کیا۔"[14]

یوں کہیے کہ آپ اپنے آبائی اعزاز "مفتی ملتان" کے نہ صرف امین بنے بلکہ اس خدمت کو اس جانفشانی سے بجالائے کہ آپ کے شعبۃ الافتاء کے اثرات و ثمرات قرب و جوار کے علاوہ دور دراز تک بھی پہنچے۔

---

[10] تاریخ ملتان جلد دوم۔ص227

[11] عبدالحیی لکھنوی، مولانا، نزہۃ الخواطر۔ص229۔ج8، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی

[12] فریدی، نوراحمد خان۔تاریخ ملتان، جلد دوم

[13] لکھنوی، مولانا عبدالحی، نزہۃ الخواطر، جزء ثامن

[14] عبادالرحمٰن، صفحہ 454

آپ کے مدرسہ رحمانیہ کا فتوٰی پنجاب سے متجاوز ہو کر سندھ، بلوچستان، افغانستان اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں بھی سند کی حیثیت پا گیا۔[15]

آپ کی فقاہت کا شہرہ نہ صرف ملتان بلکہ گرد و نواح کے علاقوں میں بھی تھا۔ آپ کی شخصیت کا تعارف کراتے ہوئے 5 نومبر 1981ء کے اخبار نوائے وقت میں مرقوم ہے۔

مولانا عبد الرحمن صاحب بھی علم فقہ میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ آپ نہایت کامل استاد تھے۔ تقریبا پچاس سال کی عمر میں آپ نے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ میں فقہ کی کتاب توضیح تلویح کے بیاسی (82) دورے مکمل کر چکا ہوں۔ ان کے ہمعصر علماء اور مفتیان کرام میں مولانا محمد مراد سیت پوری، مولانا فتح محمد، مولانا اکرم قابل ذکر ہیں۔[16]

آپ کے متعدد موضوعات پر لکھے ہوئے عربی و فارسی مضامین اور فتاوٰی جات مطبوعہ و غیر مطبوعہ حالت میں خانوادہ کے علمی میراث کے قدر دانوں کے ساتھ ساتھ علم دوست احباب کے پاس موجود ہیں۔

آپ کے فقہی تحقیقی مضامین جن تک آگہی ہو پائی درج ذیل ہیں۔

- رسالہ الصابرہ: اس رسالہ میں مصیبت کے موقع پر جزع و فزع کو شرعی دلائل کے ساتھ منافی صبر و رضا ثابت کیا گیا ہے۔
- مسئلہ دحدۃالوجود: تصوف کے معرکۃ الآراء مسئلہ پر جامعیت کے ساتھ تشفی بخش گفتگو کی گئی ہے۔
- ثمرۃالعقوق وہوالفسوق
- عدم جواز صلوۃ الجمعۃ فی القریۃ والبادیۃ
- تحقیق مخرج حرف الضاد
- حلت ذبیحہ فوق العقدہ"[17]

مندرجہ بالا فقہی مضامیں کے ساتھ ساتھ آپ نے طریقت کی راہ پر گامزن حضرات کے لئے صبح و شام پڑھی جانے والی مسنون دعاؤں پر مشتمل رسالہ بنام وظیفۃ الصباح و المساء الصغیرۃ تحریر کر کے شائع کیا جس کی طباعت آپ کے فرزند مفتی اعظم ملتان مولانا عبد العلیم کے زمانہ سے ہونا شروع ہوئی اور تاحال مدرسہ عبیدیہ رحمانیہ سے عند الطلب مفت مل سکتا ہے۔

اس کے علاوہ آپکی مطبوعہ تصنیفی خدمات میں انوار جمالیہ پر حاشیہ بنام گلزار جمالیہ ہے جس کی طباعت متعدد بار ہو چکی ہے۔

مولانا محمد عبد العزیز پرہاروی کی تصنیف انوار جمالیہ جب فارسی، اردو ترجمہ کے ساتھ طباعت پذیر ہونے لگی تو اس کے آخر میں آپ نے محب اللہ باکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی، محب السالکین خواجہ خدا بخش ملتانی الخیرپوری اور فانی فی اللہ باقی باللہ مولانا

---

[15] عباد الرحمٰن، صفحہ 455،454

[16] روزنامہ نوائے وقت۔ ص6-5 نومبر 1981ء

[17] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 465

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

عبید اللہ ملتانی کے مختصر حالات بزبان فارسی لکھ کر شامل رسالہ کیا۔ یہ تراجم اصل کتاب انوار جمالیہ کے ہمراہ گلزار جمالیہ کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکے ہیں۔[18]

آپ کی زندگی کا آئینہ دار قلمی وصیت نامہ جو عربی زبان میں ہے اردو ترجمہ کے ساتھ طباعت پذیر ہو چکا ہے۔

وفات

سفر حج سے واپسی پر رابغ کے مقام پر طبعی علالت شدت اختیار کر گئی چنانچہ 27 محرم الحرام 1330ھ بوقت فجر وصال ہوا۔ جدہ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔[19]

"اکانوے (91) برس کی عمر میں آپ اپنے صاحبزادے حضرت حافظ عبد العلیم صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر کے بارادہ حج ارض پاک کو تشریف لے گئے اور بعد فراغت حج 27 محرم الحرام 1330ھ کو فوت ہو کر جدہ میں دفن ہوئے"۔[20]

فقہاء ملتان میں آپ کی تاریخ وفات 1303 ہجری درج ہے جو کہ درست نہیں ہے کیونکہ آپ کے سفر حج پر روانگی کی تاریخ 11 شوال 1329 ہجری "عباد لرحمٰن" میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔[21]

اور آپ کا وصال سفر حج سے واپسی پر ہوا لھذا درست تاریخ وفات 27 محرم 1330 ہجری ہے۔

مفتی خواجہ عبد العلیم

چودھویں ہجری کے آغاز میں سرزمین ملتان پر جن کی فقاہت کا طوطی بولتا تھا۔ وہ خانقاہ عبیدیہ کے دوسرے جانشین، خواجہ عبید اللہ ملتانی کے پوتے اور خواجہ عبد الرحمٰن کے فرزند دلبند مفتی عبد العلیم تھے۔ آپ نے شرعی و فقہی امور میں راہنمائی کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ روحانی اقدار کو پروان چڑھانے میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

"مولانا عبد الرحمن کے دوسرے فرزند مولانا حافظ عبد العلیم تھے۔ آپ نے مدرسہ کو ترقی دی اور زندگی بھر آباء کرام کے نقش قدم پر چلتے رہے"۔[22]

"آپ کی اپنی قلمی کتاب میں آپ کے ہی قلم سے اپنی تاریخ ولادت یوں لکھی گئی "چہ مستحق کرامت تولد فقیر حقیر "بعض تذکرہ نگاروں نے "چہ مستحق کرامت" کے اعداد 1277 کو معتبر جانتے ہوئے سن

---

[18] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 456

[19] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 492

[20] تاریخ ملتان۔ جلد دوم۔ ص 228

[21] تاریخ ملتان۔ جلد دوم۔ ص 228

[22] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 477

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ولادت 1277ھ لکھا ہے جو کہ درست نہیں کہ آپکی عمر بالاتفاق 89 سال اور سن وصال 1359ھ ہے لھذا بہ ایں حساب سن ولادت 1270ھ ہی بنتا ہے"۔[23]

"ان کو فقہ کی تمام اہم کتب زبانی یاد تھیں اور فتاویٰ کی تمام اہم کتب بھی ازبر تھیں۔ ان کی فقہی امور میں شہرت کی وجہ سے ان کی زندگی میں حل مسائل کے لیے فتاویٰ حاصل کرنے والوں کا ہجوم حاضر رہتا تھا اور وہ غیر سرکاری طور پر مسلمہ مفتی ملتان تھے۔[24]

"جملہ علوم وفنون میں ید طولیٰ رکھتے اور فتوٰی نویسی میں مرجع خواص وعوام ہونے کے سبب زبدۃ المحققین اور مفتی اعظم ہند کے القاب مبارکہ سے مشہورِ زمانہ ہوئے"[25]

آپ کی فقاہت اور علمی لیاقت کا عالم یہ تھا کہ نامور علماء انکے سامنے لب کشائی سے گریزاں دکھائی دیتے۔

"فتوٰی اور تعلیم فقہ اسلامی میں ان کی مہارت اس قدر مسلمہ تھی کہ بڑے بڑے علماء ان کے سامنے طلباء کو تعلیم دینے سے کتراتے تھے۔ مولانا سلطان محمود تلیری والے جو انکے ہم زمان اور قابل استاد اور مفتی تھے فرمایا کرتے تھے کہ مفتی عبدالعلیم صاحب کے سامنے پڑھانے کی جرات نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے اپنے استادوں کے سامنے طلباء کو نہیں پڑھایا جبکہ مفتی عبدالعلیم صاحب نے اپنے استادوں کے سامنے سالہا سال پڑھایا اور اپنے اساتذہ کے سامنے فتوٰی نویسی کا کام بھی کیا ہے"[26]

آپ کی فقاہت اور فقہی مہارت کا ثبوت علم میراث پر دسترس سے ملتا ہے۔ آپ نے اپنے جد امجد خواجہ عبید اللہ ملتانی کے تصنیف کردہ رسالہ "ابیات علم میراث" پر ایک مفید حاشیہ رقم کرکے علمی ذوق کے حاملین کی فرحت کا سامان کیا۔

"رسالہ "ابیات علم میراث" پر بصورت حاشیہ فضائل علم میراث اور ان اشعار کی مفصل شرح تحریر فرمانے کے بعد "ما یتعلق بها من الابحاث" کے نام سے ان ابیات سے متعلقہ ابحاث مثلاً بحث تصحیح الرد، بحث التخارج والمصالحة، بحث المناسخة، بحث ذوی الارحام وغیرہ کو بزبان فارسی شامل رسالہ فرمایا اور ان کو بھی انتہائی مفید اور ضروری حواشی سے مزین فرمایا۔ ان ابحاث کو اپنی افادیت اور اختصار کے پیش نظر اہل علم حضرات نے "دریا در کوزہ" سے تعبیر کیا ہے۔ بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کا یہ رسالہ اس قدر مقبول عام ہوا کہ اب تک بیسیوں مرتبہ طباعت پذیر ہو چکا ہے۔ آپ کے پوتے مفتی عبدالقادر نے اس کا اردو ترجمہ کر کے شائع کرایا ہے۔ مدرسہ رحمانیہ اور مدرسہ عبیدیہ کے علاوہ بھی اسے بعض دوسرے مدارس میں درساً پڑھایا جاتا ہے۔[27]

---

[23] عباد الرحمٰن، صفحہ 535

[24] فقہاء ملتان، جلد اول، صفحہ 47

[25] عباد الرحمٰن، صفحہ 535

[26] فقہاء ملتان، جلد اول، صفحہ نمبر 47،46

[27] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 551

علم میراث جسے عمومی طور ایک مشکل اور دقیق فن کے طور پر جانا جاتا ہے فاضل شخص کو بھی اس فن میں مہارت تو کجا مکمل دسترس کے دعویٰ میں بھی ہچکچاہٹ درپیش ہوتی ہے جبکہ مفتی عبد العلیم ملتانی اس فن میں امام کہلائے اور انکے رشحات قلم کی ضوفشانیاں ارباب علم کے آنکھوں کو خیرہ کیے ہوئے ہیں۔علم میراث میں خانوادہ عبیدیہ کی حیثیت مسلمہ ہے۔صرف طلبہ میں ہی نہیں بلکہ نامور علماء اور مفتیان عظام بھی علم میراث میں عبیدیہ خاندان کی خدمات اور مہارتوں کا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں اور کشادہ دلی سے "ابیات علم میراث" اور اس کی شرح "مایتعلق بھا من البحاث" جامعہ انوار العلوم کے شعبہ افتاء میں صدر کے منصب پر رہنے والے مفتی سید مسعود علی قادری کا اعترافی بیان جو کہ عباد الرحمٰن میں درج ہے کچھ اس طرح سے ہے۔

مفتی سید مسعود علی قادری صدر شعبہ دارالافتاء انوار العلوم نے "شریفیہ" کا درس دیتے ہوئے طلباء سے فرمایا۔ "ہمارے جدید نظم و نسق کی بات اور ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ علم میراث میں ملتان کے بزرگ عالم دین حضرت عبید اللہ ملتانی جو کئی پشتوں سے منصب افتاء پر فائز تھے کے رسالہ "ابیات علم میراث" اور اسکی شرح "ما یتعلق بھا من الابحاث" پڑھنے کے بعد اس فن پر کسی کتاب پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی کہ آپ نے کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے اور میں نے تنظیم المدارس پاکستان کے اجلاس میں یہ درخواست کی تھی کہ اس رسالہ کو شامل نصاب کر دیا جائے تا کہ طلباء اس قدر مشکل علم کو آسان طریقہ سے سمجھ سکیں۔[28]

فتاوٰی جات

آپ کے فتاوٰی کی تعداد سینکڑوں میں تھی البتہ صد حیف کہ باضابطہ حفاظتی کام نہ ہونے کے سبب سوائے چند فتاوٰی کے بقیہ محفوظ نہیں۔ان فتاوٰی کی اہمیت و افادیت کو جاننے کے لئے درج ذیل اقتباس کافی ہے جس میں ان فتاوٰی کے خزانے کو کتابی شکل بنام "فتاوٰی فقہاء ملتان" کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔

علامہ سید نور احمد شاہ بخاری ساکن نواب پور ملتان کا بیان ہے۔ کہ پیر خاصے والے بزرگ ملتان شریف کا راس المال اور صدیوں سے علم و عمل کا لازوال خزانہ چلے آرہے ہیں میری ذاتی لائبریری میں حضرت مفتی اعظم ہند اور ان کے فرزند حضور ولی لاثانی کے فتاوٰی جات موجود ہیں موقعہ بموقعہ میں بڑی کتابوں کی بجائے ان سے راہنمائی حاصل کرتا ہوں کیا ہی اچھا ہو اگر کوئی اللہ کا بندہ اس نادر فقہی خزانہ کو جمع کر کے اور "فتاوٰی فقہاء ملتان" کے نام سے شائع کر دے تو ملک و ملت اور مسلکِ احناف کی زبردست علمی خدمت ہو گی خصوصا دنیائے اسلام کے مفتی کے معرکۃ الآراء فتاوٰی جات اور تصانیف تو عالمی راہنمائی فرما سکتے ہیں۔[29]

اگرچہ آپ کی قلمی خدمات کو باقاعدہ طور پر محفوظ نہ رکھا جا سکا اس کے باوجود آپ کے فتاوٰی جات اور تحریرات جو محفوظ ہیں ان کا ذیل میں اجمالا ذکر کیا جاتا ہے ان کے قلمی نسخوں کی تعداد دس تک پہنچتی ہے اور یہ اپنی جامعیت و اختصار میں بے نظیر ہیں۔

---

[28] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 553

[29] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 555

1. زبدۃالتحقیقات فی سماع الاموات: سماع موتیٰ یعنی مردے سنتے ہیں کے عنوان پر آپ کی تحقیق ہے۔
2. تحقیق اللام فی الکلمۃ الطیبہ: کلمہ طیبہ کے جز "محمد رسول اللہ" میں رسول کو نکرہ پڑھنا ہی ضروری ہے اس بارے میں یہ علمی تحقیق پر مبنی تحریر ہے۔
3. جواز ترجمہ خطبہ اولیٰ جمعۃالمبارک: جمعۃ المبارک میں دو خطبوں میں سے پہلے خطبہ کا اردو وغیرہ رائج زبان میں ترجمہ بھی بیان کرنے کے جواز پر مبنی فتوٰی ہے۔
4. التقریر فی کیفیۃ وضع المیت للغسل علی السریر: میت کو غسل کے لئے لٹانے کی کیفیت و انداز کی راہنمائی پر مشتمل مفید معلوماتی تحریر ہے۔
5. شرح قول صاحب کنز لاعبرۃ لاختلاف المطالع: اس علمی وفنی تحریر میں تحقیق شرع کے مطابق حقیقتاً یا حکماً رؤیت ہلال کو معتبر سمجھا گیا ہے نہ کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا۔ یہ مختصر تحریر اپنے موضوع پر مفید ہے۔
6. "رفع السبابہ فی التشھد عند الشھادۃ: تشہد پڑھتے ہوئے انگلی کو اٹھانے کا شرعی حکم بیان کیا گیا ہے۔
7. تحقیق سنت فجر "اس مختصر تحریری فتوٰی میں جماعت کے رہ جانے کے خوف سے سنت فجر کو چھوڑنے کا حکم درج ہے۔
8. استحباب بنا قبہ جات برمزارات بزرگان: اس تحریر میں اولیائے عظام اور بزرگان دین کے مزارات پر گنبد و قبہ جات بنانے کی شرعی حیثیت کو اجاگر کیا ہے۔
9. آئین کے ساتھ مقابلہ کا عدم جواز: یہ تحریر آپکے حالات حاضرہ سے باخبر رہتے ہوئے اصلاح کا تحریری سامان کرتے رہنے پر شاہد ہے شعیہ سنی فسادات میں جنگ و جدال کے نتیجے میں قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع پر آپ نے درد دل کا اظہار اس مکتوب میں کیا ہے۔

عادات وخصائل

مفتی عبدالعلیم اپنے وقت کے باعمل صوفی فقیہ تھے اور ممتاز اوصاف کے حامل تھے آپ کے چند معمولات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ "عبادالرحمٰن" میں آپ کے شوق سماع اور شریعت کی خلاف ورزی کرنے پر فوری تادیب کرنا نیز وضو پر مداومت اختیار کرنا وغیرہ معمولات کو بیان کیا گیا ہے۔

مجالس اعراس میں ہمیشہ باوضو شمولیت فرماتے اور آخر تک دوزانو بیٹھتے اول آخر ختم شریف مروجہ خود پڑھتے یا پڑھواتے قوال صاحبان کی قولاً یا فعلاً لغزش پر فوری تادیب فرماتے اگر وہ استعارات بولتے تو فرماتے "الکنایۃ ابلغ عن التصریح" کنایۃ جو کلام کیا جائے وہ صریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔ وحدۃ الوجود پر دلالت کرنے والے اشعار پر بعض دفعہ لرزہ براندام ہو جاتے تو خوش قسمت قوال بہت کچھ نقدی وغیرہ لے جاتے اسی طرح عشق و محبت اور درد و فراق پر دلالت کرنے والے اشعار بھی خوب پسند فرماتے حضرت جامی علیہ الرحمہ کی مشہور زمانہ غزل "نسیما جانب بطحا گزر کن" کے تیسرے شعر: "ببر ایں جان

مشتاقم دراں جا فدائےروضہ خیر البشرکن"سن کر بارہا آپ پر وجد طاری ہوا۔ جس کا ترجمہ: میری مشتاق جان کو اے ہوا اس مقام پر لے جا اور حضور خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضہ مطہر پر فدا کر دے۔[30]

آپ کے مزاج میں عمدہ ترین بات خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار ہونا ہے اگرچہ وظائف بکثرت کرتے اور پورا اہتمام وظائف کے لئے کیا کرتے لیکن سائلین کی حاجت روائی کے لئے وظائف کو بھی آڑے نہ بننے دیتے بلکہ اولین ترجیح مسئلہ حل کرنے کو دیا کرتے۔

آپ کے معمول بہ وظائف اگرچہ کثیر تھے مگر حاضرین کی حاجت روائی کو وظائف کے لئے موقوف نہ فرماتے بلکہ جب بھی کوئی سائل طلب دعا و دریافت مسئلہ کو حاضر ہوتا اسے نفع پہنچاتے۔[31]

امت مسلمہ کی خیر خواہی کا جذبہ اس قدر تھا کہ وصال سے قبل کبر سنی اور علالت کے باوجود اس سلسلے کو موقوف نہ کیا بلکہ سائلین کو جوابات دیتے رہے۔

"آخری مرض میں باوجود ضعف پیری کے آپکے علمی نور سے لوگ مستفید ہوتے ہی رہے یعنی سائلین کی ملاقات آخری وقت تک رہی اور آپ ان کے شافی جوابات مرحمت فرماتے رہے"۔[32]

"وہ اپنی زندگی کے آخری ایام تک طالب علموں کو درس دیتے رہے۔[33]

طبیعت میں سادگی اور عاجزی کے ساتھ خوش طبعی کا عنصر بھی نمایاں تھا اور اپنی اس طبعی خصلت پر حدیث سے استدلال بھی پیش کیا کرتے۔ جیسا کہ مذکور ہے۔

"انتہائی منکسر المزاج اور حلیم الطبع ہونے کے ساتھ ساتھ خوش طبع تھے اور اکثر و بیشتر خوش طبعی کے جواز کے لئے اور بطور مثال حضور سرور عالم (ﷺ) سے منقول خوش طبعی کے تین واقعات بیان فرماتے"۔[34]

وفات

مولانا نور احمد خان فریدی کے مطابق "10 ذیقعدہ 1359ھ کو (88) اٹھاسی سال کی عمر میں بعارضہ پیچش و بخار فوت ہوئے"۔[35] جبکہ خواجہ عادل کے مطابق "علم و عرفان کا روشن باب 10 ذیقعدہ 1359ھ بمطابق 1940ء کو تمام ہوا۔ انانوے 89 برس عمر پائی۔ آپ کے فرزند مولانا عبدالکریم ملتانی کی اقتداء میں باغ لانگے خاں میں نماز جنازہ ادا کی گئی اپنے جد امجد خواجہ عبید اللہ ملتانی کے قرب میں غربی جانب مدفون ہوئے"۔[36] عمر کمال خان کے مطابق

[30] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 565

[31] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 614

[32] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 614

[33] فقہاء ملتان، جلد اول، صفحہ 47

[34] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 572

[35] تاریخ ملتان۔ جلد دوم۔ ص 228

[36] عباد الرحمٰن، جلد اول، صفحہ 618،619

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

بھی تاریخ وفات یہی ہے البتہ عمر ایک سال اضافہ کے ساتھ مرقوم ہے۔"حضرت مفتی صاحب نے سال 1359ھ 1940ء میں 90 برس کی عمر میں وفات پائی"۔[37]

یہ تفاوت کوئی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ عمومی طور پر عدد کے بیان میں اس قدر فرق کالحاظ نہیں کیا جاتا۔

مفتی عبدالکریم ملتانی

خانوادہ عبیدیہ کے خطاب "مفتی ملتان" کا اعزاز مفتی عبدالکریم ملتانی کو ورثہ میں حاصل ہوا۔نو عمری میں ہی خاندانی ریت کے مطابق حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد علوم متداولہ کی تحصیل میں مصروف ہوئے اور علم کا سفر اپنے والد اور دادا کے سامنے زانوائے تلمذ ٹیک کر طے کیا۔ان کی ولادت اپنے جد امجد خواجہ عبید اللہ ملتانی کی حین حیات میں ہوئی، چنانچہ مرقوم ہے۔

اپنے جد امجد کے زمان سعادت نشان میں انہی کی دعا سے اپنی تین ہمشیر گان کے بعد 1303ھ میں پیدا ہوئے۔[38]

آپ کی سادہ طبیعت، فقاہت اور علمی لیاقت کا بیان "فقہاء ملتان" میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔ آپ درویش منش صوفی، صافی ضمیر، اعلیٰ پایہ کے فقیہ اور صاحب علم و عرفان بزرگ تھے۔انہیں بھی اپنے بزرگوں کی طرح "مفتی ملتان" کا خطاب حاصل تھا۔[39]

طبیعت میں شائستگی نمایاں تھی۔احترام مسلم کے خوگر تھے کسی کو تکلیف و اذیت تو درکنار اشارۃ بھی عزت نفس مجروح ہونے کو گراں بار تصور کرتے۔ چنانچہ "عبادالرحمٰن" میں مرقوم ہے۔افہام و تفہیم کا مادہ بھی قابل تحسین تھا کہ کلمہ حق بھی ضرور فرماتے مگر اتنی حکمت سے کہ کسی کی آبروریزی اصلانہ ہوتی یعنی اشارۃ کنایۃ دوسرے کو متنبہ فرماتے اور صراحۃ سمجھانا ہو تا تو بڑی نرمی سے علیحدگی میں سمجھاتے۔[40]

نوائے وقت میں خانوادہ عبیدیہ کے تعارف بارے چھپنے والے مضمون میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا

" قیام پاکستان کے بعد مدرسہ عبیدیہ کے مہتمم مولانا عبدالکریم تھے۔ آپ اعلیٰ پایہ کے فقیہ اور صاحب علم و عرفان فقیہ بزرگ تھے انہیں بھی اپنے بزرگوں کی طرح مفتی ملتان کا اعزاز حاصل تھا۔[41]

شرعی مسائل کی گھتیاں سلجھانے کے ساتھ اسباق تصوف پڑھانے میں نہ صرف دلچسپی تھی بلکہ مہارت خاصہ کے حامل تھے۔ جامع الفاظ میں اختصار کے ساتھ احکام شرعیہ بیان کرتے تو متلاشیان راہ سلوک کو بھی چند جملوں میں پیچیدہ و مخفی امور کی معرفت کرادیتے۔ سخت مجاھدات سے مریدین کو بچاتے اور فرائض وواجبات پر عمل پیرا رہنے کی سختی سے تاکید کیا کرتے تھے۔

---

[37] فقہاء ملتان، جلد اول، صفحہ 47

[38] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 18

[39] فقہاء ملتان, جلد اول، صفحہ 88

[40] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 41

[41] روزنامہ نوائے وقت۔ص5، 6نومبر 1981ء

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

آپ کے چند اقوال ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

1. فقراء کی پہچان یہ ہے ک دیکھنے والا حسن صورت وسیرت سے ہی سمجھ جائے کہ یہ خدا رسیدہ فقیر کامل ہے یعنی جیسے

عطر آں نیست کہ عطار بگوید　　　بلکہ آنست خود بگوید

ترجمہ: عطر وہ نہیں جسے عطار کہدے بلکہ عطر وہ ہے جو خود اپنی خوشبو سے بتلائے کہ میں عطر ہوں۔

2. فقیر دولت فقر کے ساتھ ساتھ ریاء اور حرص و طمع سے بے نیاز ہو کر شریعت پر مستقیم رہے تو طریقت، معرفت اور حقیقت کی منزلوں تک با آسانی پہنچ سکتا ہے۔

3. راہ سلوک میں محنت مجاھدہ سے پہلے علوم شرعیہ کا حصول انتہائی ضروری ہے ورنہ جاہل صوفی اس راستہ میں پڑ کر جب تک میدان کفر میں قدم نہیں رکھ لیتا قرار نہیں پاتا۔[42] العیاذ باللہ تعالیٰ

اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے درس وتدریس کو اپنا شعار بنایا اور ابتدائی کتب سے لیکر حدیث، تفسیر تک تمامی مروجہ علوم کا درس دیا کرتے بلکہ علم میراث کے لئے تو فضلاء بھی استفادہ کے لئے حاضر ہوتے اور ان فارغ التحصیل علماء کی آپ کے بارے علمی لیاقت و قابلیت کے اعتراف کا عالم یہ تھا کہ "سلطان الفقہاء" کے القاب سے ملقب کر کے سکون پاتے۔ بقول مولانا شیخ محمد راشد نظامی، مفتی اعظم آگرہ کے جگر دار فرزند جناب علامہ محمد حسن حقانی سابقہ ایم پی اے سندھ نے ایک موقع پر بیان کرتے ہوئے کہا:

وہ کیا بھلے دن تھے جب ایک کچے حجرہ میں ابیات علم میراث کی رٹ لگایا کرتے تھے اور بقول ابا حضور (مفتی اول انوارالعلوم مولانا عبدالحفیظ) گویا ہم سلطان الفقہاء حضرت قبلہ بڑے میاں صاحب کے حضور نصف علم حاصل کرتے تھے۔[43]

آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں تھی اور وہ بھی اپنے وقت کے نامور علماء کے طور پر جانے گئے ذیل میں چند مشہور شاگردوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1.	مفتی سید شجاعت علی قادری	چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت
2.	مولانا احمد حسن چشتی ملتانی	جادو بیان خطیب
3.	مولانا جعفر تونسوی	دست راست حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی
4.	مولانا صدیق ملتانی	مشہور مناظر
5.	مفتی غلام سرور قادری	شرعی سفیر اسلامی نظریاتی کونسل
6.	مولانا خورشید احمد	ظاہر پیر والے واعظ شیریں بیاں

[42] عباد الرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 59

[43] عباد الرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 70

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

7. علامہ منظور احمد شیخ القرآن[44]

صفات حسنہ کے پیکر ہوتے ہوئے فتوی نویسی میں نمایاں مقام رکھتے تھے افتاء کے معاملہ میں بہت محتاط اور اعلی قابلیت کے حامل تھے جس کا اعتراف مؤرخین ملتان نے اپنی کتابوں میں کیا ہے جیسا کہ عمر کمال خان ایڈوکیٹ نے فقہاء ملتان اور نور احمد خان فریدی نے تاریخ ملتان میں آپکی فقاہت کے علو شان کا ذکر کیا ہے۔دیگر اوصاف کی طرح آپ فتوی نویسی میں ید طولی رکھتے تھے ہزارہا فقہی جزئیات یاد ہونے کے سبب آپ کو وہ شہرت ملی کہ روزانہ تقریبا پندرہ سے بیس فتاوی جات تحریر فرماتے ۔ تصحیح و تصدیق کے لیے جو فتاوی جات ملتان شریف کے گردو نواح سےمفتی صاحبان بھیجتے وہ مزید بر آں۔صاحب" تاریخ ملتان"و"فقہاء ملتان"دونوں نے آپکی علمی خدمات کو بیان کرکے آپکو بھی مفتی ملتان کے آبائی لقب سے یاد کیا ہے۔[45]

عوام وخواص میں آپ کو حضرت مفتی صاحب ملتان کہا جاتا مگر آپ نے کبھی بھی اپنے نام کے ساتھ فتوی کے نیچے یا مکتوب میں مفتی یا پیر کا لفظ نہ لکھا بلکہ ہمیشہ اپنے آباء و اجداد کی طرح اپنے لیے فقیر کا لفظ استعمال کرتے اور اپنی تواضع کی روش تا حال آپکی اولاد میں بدستور آرہی ہے۔تواضع اور احتیاط کے معاملہ میں آپکے اقدامات طلباء و علماء کے لیے آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سخت گرمی ،انتہائی غصہ اور غلبہ نیند کی حالت میں آپ فتوٰی نویسی سے اجتناب فرماتے۔کتب فقہ پر مکمل دسترس ہونے کے باوجود اگر کسی مسئلہ میں تحقیق کی ضرورت ہوتی تو جواب لکھنے میں آپ سات آٹھ یوم تک بھی تاخیر فرماتے کہ تحقیق مسئلہ کی خاطر یکے بعد دیگرے مختلف کتابوں کا مطالعہ فرماتے رہتے جب مکمل اطمینان ہوجا تا توپھر جواب سپرد قلم فرماتے۔[46]

آپ نے اگرچہ کوئی تصنیف اپنی یادگار کے طور پر نہیں چھوڑی تاہم آپ کے بیش قیمت فتاوٰجات میں سے چند کی نقول محفوظ ہیں اور ان کی حفاظت کامزید اہتمام انہیں "عبادالرحمٰن "کتاب میں نقل کرکے کیا گیاہے۔

بتیس(32) فتاویٰ جات جو "عبادالرحمٰن" میں آپ کے سوانح میں درج کیے گئے ہیں ان تمام کے اقتباسات کاذکر بھی طوالت کا متمنی ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں البتہ ان فتاوٰی کی جامعیت اور اختصار کو بیان کرنے کے لیے ان میں سے پانچ فتوے ذکر کیے جاتے ہیں۔

اولاوہ فتوٰی ذکر کیا جاتا ہے جس میں مرض الموت کے اندر وصیت کرنے کی شرعی حیثیت کو آپ نے مخصوص مختصر پیرائے میں رقم کیا۔

---

44 عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 71

45 عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 82

46 عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 86

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

1. جو بیماری بوجود چلنے پھرنے سے نہ روکے اور طوالت پکڑ جائے تو وہ بیماری صحت کے حکم میں ہے اگر صحت میں سالم مکان تملیک کر دیا تھا اور قبضہ بھی دے دیا تھا اور اپنا قبضہ بلکل اٹھالیا تھا تو وہ مکان خاص ملکیت اس موھوب لہ کی ہے باقی ورثاء کا اس میں کوئی حق نہیں کیونکہ وہ مکان باپ کے ملک سے وفات سے پہلے خارج ہو چکا تھا۔ وراثت اس میں ہوتی ہے کہ وفات کے وقت متوفٰی کے ملک میں ہو۔[47]

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کی شرعی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے کچھ یوں رقمطراز ہوئے۔

2. ذکر خفیہ بہتر ہے اور حسب اجازت شرع شریف جہر بھی روا ہے مگر جس موقعہ میں ذکرِ جہر سے کسی ذاکر یا قاری یا معتکف یا نائم کو تشویش ہوتی ہو تو وہاں جہر غیر مشروع ہے۔[48]

اعلانیہ طور پر احکام شرع کی خلاف ورزی کرنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہیں۔

3. داڑھی کترانے والے اور حد شرع سے گزر کر منڈوانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ واجب الاعادہ ہے۔ اور معنٰی" صلوا خلف کل بر و فاجر "کا یہ ہے کہ فاسق معلن نہ ہو اور یہ سب کچھ معلن کے حق میں ہے۔[49]

عمومی طور پر دیہات، قصبہ اور گوٹھ وغیرہ میں بغیر چھت کے نماز پڑھنے کے لیے جگہ بنی ہوتی ہے۔ کیا اس جگہ کا حکم مسجد کی طرح ہے یا جب ضرورت نہ رہے اسے ختم کیا جا سکتا ہے؟ اس بارے میں لکھتے ہیں۔

4. اکثر چاہوں پر نماز کی جگہ عارضی طور بنی ہوتی ہے۔ بے سقف اس کو حکم مسجد کا نہیں جب اس کی حاجت نہ رہے اس کو مٹا دینا درست ہے اتنا خیال ہو کہ مٹی کو پلید جگہ میں نہ ڈالے کیونکہ نماز میں استعمال ہو چکی ہے۔[50]

حقہ سلگانے اور اوراس کے کش لگانے والے کی امامت اور ادائیگی نماز کے بارے میں راہنمائی کرتے ہیں۔

5. اگر کسی وقت حقہ پی لیتے ہیں تو اگر بو اس کی مسواک یا الائیچی سے زائل کر کے نماز پڑھاتے ہیں تو نماز میں کچھ نقص نہیں ورنہ مکروہ ہے۔[51]

مندرجہ بالا اقتباسات آپ کی فتوی نویسی کے تاریخی ثبوت ہیں جن سے آپ کی فقاہت اور علمی استعداد کا بخوبی پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اپنی حیات کے آخری ایام تک مخلوق کی خیر خواہی کا سلسلہ جاری رکھا کسی بھی سائل کو مایوس نہ لوٹاتے اوریوں اپنے سلف کے سبق کو عمل سے فروغ دینے میں عمر بسر کی۔ بعمر ستاسی (87) سال30 محرم الحرام1390ھ کو ہمیشہ کے لیے حق سبحانہ و تعالی کے ابر کرم میں مخفی ہو گیا۔

---

[47] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 22

[48] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 93

[49] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 94

[50] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 95،94

[51] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 94

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

مفتی عبدالشکور ملتانی

قیام پاکستان کے بعد ملتان میں فقہی امور میں راہنمائی کے لئے مرجع عوام و خواص خانوادہ عبیدیہ کا قائم کردہ "موضع الافتاء" ہی تھا۔اپنے والد گرامی مفتی عبدالکریم ملتانی کے وصال کے بعد" موضع الافتاءکی مکمل ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی اگر چہ فتوی نویسی تو پہلے ہی کرتے تھے۔

اپنے جد اعلی خواجہ عبدالرحمٰن کے زمان سعادت نشان ہی میں انکے وصال پرملال سے تقریبا چار سال پہلے(سن 1326 ھ) میں رونق افروزِ خاندان عالیشان ہوئے۔

آپ بھی خانوادہ حضرت مولانا عبیداللہ ملتانی صاحب کے نامور فرد اور فقہی مہارت میں اپنے بزرگوں کے صحیح اور نامور جانشین تھے۔مولانا صاحب اپنے والد مولانا عبدالکریم صاحب اور اپنے دادا مولانا عبدالعلیم صاحب کے معتمد اورشاگرد رشید تھے۔انہوں نے فقہ اسلامی اور علم فتوی نویسی میں کمال حاصل کیا آپ فقہی امور میں باریک بین اور صاحب اسرار تھے اور علم میراث میں فاضل اجل تھے۔آپکی وفات1981 ء میں ہوئی۔[52]

زمانہ تعلیم کے دوران ہی آپ اپنے جدامجد خواجہ مفتی محمد عبدالعلیم ملتانی سے بیعت ہوئے پھر سفر وحضرمیں انکی خدمت بابرکت میں ہی رہ کر مستفیض ہونے لگے۔انہی کی تربیت سے شریعت کو ہر بات پر مقدم رکھتے۔[53]

"مولانا عبدالشکور اپنے والد حضرت مولانا عبدالکریم اور دادا حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب کے معتمد شاگردرشید تھے۔انہوں نے فقہ کی تعلیم اور فتوی نویسی کا فن اپنے کامل بزرگوں سے حاصل کیااور مرتبہ کمال کو پہنچے۔آپ فقہی امور میں باریک بین اور صاحب الرائے تھے اور علم میراث میں فاضل اجل تھے۔آپکی وفات 1981ءمیں ہوئی۔[54]

آپ کو اپنے جد امجد مفتی محمد عبدالعلیم ملتانی کی جناب میں خاص مقبولیت حاصل تھی انہوں نے خود مسجد رحمانیہ میں امامت کے منصب پر کیااوراس اس تقرری سے لیکر پچپن سال کا عرصہ دراز فریضہ امامت سرانجام دیا۔

---

[52] روزنامہ نوائے وقت۔ص5،6نومبر1981ء

[53] عبادالرحمٰن،جلددوم،صفحہ178

[54] فقہاءملتان،جلداول،صفحہ88

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

1341ھ سے لیکر1396ھ تک پچپن(55)سال کا دراز عرصہ آپ نے مسجد رحمانیہ میں امامت فرمائی اور اس کے بعد آپ نے اپنے ہر تین صاحبزادگان میں نمازیں تقسیم فرماکر انہیں امامت کے لیے مقرر فرمایا۔[55]

جمیع علوم مروجہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد اپنے خانوادہ کے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے بھی تدریسی سلسلہ شروع کیا اور پھر طلباء کاہجوم آپکے والد اور دادا کے حیات کے زمانے میں ہی زانوائے تلمذ تہہ کیے رفقاء اور آپ پر اعتماد کاحال یہ تھا کہ خود والد گرامی نے فتوی نویسی کی اجازت و فرمان جاری کیا۔والد گرامی کے دور میں ہی انہی کے فرمان سے فتوی نویسی کا اہم کام آپ نے اپنے ذمہ لے لیا۔[56]

تفہیم مسائل میں آپکو بڑی قدرت حاصل تھی مشکل سے مشکل مسئلہ اس انداز سے سمجھاتے کی فورا ذہن نشین ہوجاتا۔[57]

آپ علم دوست انسان تھے اور فروغ علم کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔عوام الناس کی علم سے دوری پر کڑھن کا اظہار کرتے اور اپنے متعلقین کوعلم باقاعدہ پڑھنے کی پرزور تاکید کیا کرتے۔

تدریس کے لئے کوئی اوقات مقرر نہ تھے بلکہ صبح سے شام تک جب بھی کوئی آکر پڑھنا چاہتا پڑھ لیتا۔خود کہا کرتے کہ ایک زمانہ تھا شاگرد اساتذہ سے وقت لیتے تھے مگر اب لوگوں کی علم دین کے بارہ میں عدم توجہی کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم اس کام کے لیے ہر وقت فارغ ہیں تم علم حاصل کرنے والے بنو جب بھی آکر پڑھنا چاہو پڑھو۔اس سلسلہ میں آپ کی انتہائی خواہش تھی کہ آپ کا ہر متوسل اور تعلق دار علوم شرعیہ کی چند ضروری کتابیں ضرور درسا پڑھ لے۔[58]

اللہ پاک نے آپ کی ذات کو محبوبیت کا شرف بخشا تھا ہر مکتب فکر کے علماء فدایان مسلک احناف کے اوصاف جمیلہ کے شیدائی تھے اور علمی استفادہ کرتے تھا۔[59]

---

[55] عبادالرحمٰن، جلددوم، صفحہ 186

[56] عبادالرحمٰن، جلددوم، صفحہ 193

[57] عبادالرحمٰن، جلددوم، صفحہ 200

[58] عبادالرحمٰن، جلددوم، صفحہ 201

[59] عبادالرحمٰن، جلددوم، صفحہ 202

غیر ضروری اختلافات کے سبب فریقین میں شدت کی کوئی بات سن لیتے تو فرماتے یہ بھی علامات قیامت سے ہے کہ لوگ ضروری کاموں کی تو پرواہ نہ کرینگے مگر نفلی اور غیر ضروری کاموں میں جھگڑا کرینگے۔[60]

مدرسہ انوار العلوم کے رئیس دارالافتاء مفتی غلام مصطفی رضوی نے فتوٰی نویسی کی تربیت آپ سے حاصل کی جو آپ کی افتاء میں مسلمہ حیثیت کی دلیل ہے۔ فتوٰی نویسی کے فن میں جن شہیر علماء نے آپ سے تربیت لی انہی میں مدرسہ انوار العلوم کے مایہ ناز اور نامور مفتی جناب حضرت علامہ غلام مصطفی رضوی کا شمار بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے چند اسباق پڑھنے کے علاوہ فتوٰی نویسی میں بھی آپ ہی سے مہارت حاصل کی۔[61]

آپ کی علمی لیاقت و قابلیت اور فقاہت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کو معاصرین نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ آپ کو عظیم القاب سے پکارا مزید براں آپ سے شرف تلمذ کو باعث برکت جان کر زانوئے تلمذ تہہ کیے۔

علامہ مفتی سید مسعود علی قادری جو دارالافتاء انوار العلوم کے رئیس مفتی کے عہدہ پر متمکن تھے انہوں نے آپ کو امام الفقہاء کے لقب سے یاد کیا۔[62]

مولانا پیر محمد خان چشتی، مولانا امیر حمزہ پہاڑی، علامہ نذیر احمد صاحب مہروی اور مولانا عزیز شاہ بخاری جیسے نامور علماء نے عقیدت سے آکر آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کو اعزاز تسلیم کیا۔[63]

ایک مرتبہ پاکستان کے مؤرخین میں نمایاں مقام کے حامل مولانا نور احمد خان فریدی نے حاضر ہو کر اپنا درد دل عرض کیا تو آپ نے انہیں تسلی اور توکل کا درس دے کر ڈھارس بندھائی۔

"مؤرخ اسلام جناب نور احمد خان فریدی ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوئے اور بڑے ادب و احترام سے عرض کرنے لگے۔ حضور زمانہ بڑی برق رفتاری سے آگر بڑھ رہا ہے میرے پاس قلم کے سوا کچھ نہیں اب وہ قلم بھی رقیبان روسیاہ کو گوارا نہیں اس کو توڑ پھوڑ کر رکھ دینا چاہتے ہیں، بخدا ہمارا آپ کے سوا کوئی ملجاء وماوٰی نہیں ہر جگہ فریب کاری اور دوکانداری چل رہی ہے آپ ہی ناچیز کے حال پر رحم فرمائیں" آپ نے جوابا فرمایا "ہم سب اللہ پاک کے عاجز اور گناہ گار بندے ہیں میں بارگاہِ ارحم الراحمیں میں دعا کرتا ہوں اور آپ یہ وظیفہ درود شریف روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھا کریں "صلی اللہ علی النبی الامی و علی الہ و اصحابہ اجمعین" اللہ پاک آپ کو سعادت دارین بخشے گا اور اعداء خائب و خاسر ہونگے۔[64]

---

[60] عباد الرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 341

[61] عباد الرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 204

[62] عباد الرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 216

[63] عباد الرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 216،217

[64] عباد الرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 341

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

آپ کے ساتھ رفاقت کے ایام بسر کرنے والے خواجہ محمد عادل جو آپ کی آخری شب کے احوال بھی آنکھوں دیکھے بیان کرتے ہیں ان کے مطابق آپکی وفات "سترہ اور اٹھارہ رمضان المبارک کی درمیانی شب بوقت گیارہ بجے 1400ھ بمطابق یکم اگست 1980ء میں ہوئی۔[65] یہ جانکاہ حادثہ آپکی عمر کے چہترویں (74) سال میں رونما ہوا۔ "فقہاء ملتان" میں ہے آپ کی وفات 1981ء میں ہوئی۔[66] چونکہ "عبادالرحمٰن" کے مصنف نے تاریخ وفات کو مکمل تفصیل اور اپنی وہاں موجودگی کی وضاحت کے ساتھ درج کیا لھذا انہی کی تاریخ کو ترجیح دینا قرین قیاس ہے اگرچہ یہ تاریخ "فقہاء ملتان" کے مصنف سے زیادہ تفاوت نہیں رکھتی۔

مفتی مولانا عبد الودود ملتانی

مفتی عبدالشکور ملتانی کے ہاں 1346ھ میں آپ کی ولادت ہوئی والد گرامی کو ولادت سے قبل بشارتیں ملیں اور ولادت پر کیفیت وجدانی تھی۔ حفظ قرآن کم عمری میں خاندانی طرز کے مطابق کر لیا اور اس کے بعد علوم شرعیہ کی تحصیل میں مصروف عمل ہوئے۔ خواجہ محمد عادل کے مطابق "حفظ قرآن کے بعد علوم شرعیہ کے حصول میں مصروف ہوئے حتی کہ صرف بارہ یا تیرہ برس کی عمر میں نماز روزہ کے ضروری مسائل پر کافی دسترس حاصل فرمالی تھی۔ فتوٰی و ورع میں خاص مقام کے حامل تھے کہ مفتی اعظم ملتان مفتی عبدالعلیم ملتانی کے علاوہ کسی کو امامت کے لیے پسند نہ فرماتے چنانچہ خواجہ "عبادالرحمن" اس بارے میں رقمطراز ہیں۔

> مفتی اعظم جیسی محتاط شخصیت جو امامت کے لیے ان کے علاوہ کسی کو گوارا نہ کرتے تھے۔ ان کا تقوی و پاکیزگی میں خوب اہتمام دیکھتے ہوئے خواہش فرمائی کہ نماز تراویح میں امامت فرمائیں۔[67]

انسانیت کے احترام و خدمت کے جذبے سے سرشار تھے اور اس بارے میں ہمہ وقت کوشاں دکھائی دیتے "عبادالرحمٰن" میں خواجہ محمد عادل لکھتے ہیں۔

> ایک مرتبہ تصوف کا مطلب مولانا فیض الرحمٰن ٹاٹے پور والے نے پوچھا تو فرمایا میاں سب کچھ خدمت خلق میں ہے یہی تصوف ہے اور اسی پر عمل میں کامیابی ہے۔ سچ ہی فرمایا ہے: طریقت بجز خدمت خلق نیست بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست ترجمہ: طریقت تو خدمت خلق ہی کا نام ہے کہ یہ مرتبہ تسبیح، سجادہ اور گودڑی پہننے سے حاصل نہیں ہوتا۔[68]

آپ قابل اور محنتی مدرس تھے اپنے طلبہ کے لیے باقاعدہ نصاب تربیت دے رکھا تھا۔ جو نصاب تعلیم آپ پڑھایا کرتے تھے فقط وہی آپ کی فقاہت کا بین ثبوت ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے:

> آپ اپنے طلبہ کو ضروری نساب پڑھاتے مگر انتہاء کی محنت سے اس ضروری نصاب تعلیم میں تعلیم الاسلام، کریما نام حق، پند نامہ، بدائع منظوم، گلستان بوستان، مالا بد منہ، نور الایضاح، قدوری یا کنز، خلاصۃ النکاح، مشکوۃ شریف یا مشارق

---

[65] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 435

[66] روزنامہ نوائے وقت۔ ص5، 6 نومبر 1981ء

[67] فقہاء ملتان، جلد اول، صفحہ 88

[68] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 453

الانوار، آخری پارہ کا ترجمہ اور رسالۃ المیراث شامل فرماتے اگر کوئی اضافہ چاہتا تو منیۃ المصلی یا مفتاح الصلوۃ وۃ پھر ہدایہ مکمل اور سراجی و شریفی بھی پڑھاتے۔ تفسیر جلالین، شرح ملا جامی اور صحاح ستہ کے اسباق آپ اگرچہ پڑھایا کرتے تھے مگر عموما اپنے برادر خورد حضور بحر العلوم کے ذمہ لگا دیتے تھے۔(65)نوائے وقت میں آپکے علمی خانوادے کے بارے چھپنے والے مضمون میں آپکے حوالے سے لکھا ہے "مولانا عبد الشکور کے جانشین مولانا مفتی عبد الودود ہیں جو درویش منش، ظاہری نام ونمود سے بے پرواہ اعلی پایہ کے فقیہ ہیں۔[69]

آپ کی فقہی قابلیت بھی مسلمہ تھی۔ عوام کے علاوہ خواص بھی مسائل کے حل کے لیے آپکی جانب رجوع کیا کرتے جیسا کہ "عبادالرحمٰن" میں درج ہے۔

علم وفضل میں آپکا مقام اتنا بلند تھا کہ ہم زمان مفتی صاحبان بصد افتخار آپکی جناب میں حاضر ہو کر مسائل کا حل تلاش کرتے۔[70]

علامہ سید سعید احمد کاظمی جنہیں زمانہ غزالی زماں رازی دوراں کے القاب سے یاد کرتا ہے انہیں آپ کی فقاہت پر کتنا ناز تھا کہ ایک موقع پر آپ کو مخاطب کر کے بصد خوشی یہ کلمات فرمائے۔

حضرت مفتی صاحب فتوی نویسی تو آپ کا منصب ہے لھذا آپ تحریر فرمادیں اور میں تصدیق کر دونگا۔[71]

مؤرخین نے آپکی فقاہت کو تاریخی کتب میں ذکر کیا ہے اور آپ کو خاص صوفیانہ طبع کا فقیہ قرار دیا ہے۔

" آپ درویش منش ظاہری نام ونمود سے بے بہرہ اعلی پایہ کے فقیہ ہیں اور بزرگوں کے مسلک پر سختی سے قائم تعلیم وتدریس اور قال اللہ و قال الرسول میں ہمہ وقت مشغول رہتے ہیں۔[72]

آپ کا انتقال چونسٹھ(64)برس کی عمر میں 1411ھ میں ہوا۔ خواجہ محمد عادل کے مطابق "تقریبا صبح ساڑھے آٹھ بجے اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع ملی۔ یہ یکشنبہ / اتوار چھ محرم الحرام 1411ھ کا دن تھا جبکہ آپکی عمر شریف چونسٹھ برس کی تھے۔[73]

نتائج

مفتی عبید اللہ ملتانی سے منسوب اس خانوادہ کی دینی وعلمی خدمات کا دائرہ کار تحریر، تقریر اور تدریس میں وسعت کا حامل ہے۔

اس مضمون میں اولین جانشین مفتی عبد الرحمٰن سے لے کر مفتی عبد الودود تک پانچ جانشین حضرات کی قلمی خدمات کو خاص طور پر موضوع بنایا گیا ہے۔

---

[69] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 58،457

[70] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 438

[71] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 439

[72] فقہاء ملتان۔ ص89

[73] عبادالرحمٰن، جلد دوم، صفحہ 525

فتویٰ اور میراث کے علم میں نمایاں پہچان رکھنے کے ساتھ تصوف کی عملی صورتوں کا اظہار اس خانوادہ کا طرہ امتیاز ہے۔

فتویٰ نویسی کے ساتھ تصوف کی وضاحت طلب اصطلاحات جیسا کہ وحدۃ الوجود بارے باقاعدہ قلمی خدمات سرانجام دی ہیں۔ صوفی ہوتا ہی وہ ہے جو اللہ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتا ہے۔

خواجہ عبید اللہ ملتانی کے اولاد و احفاد نے اپنے جد اعلیٰ کے علمی میراث کی قدردانی کی اور ان کے معمولات کو عملی زندگی میں اختیار کیا۔ خانوادہ کے صوفی مفتیان کرام میں خواجہ عبد العلیم کی قلمی خدمات نمایاں ہیں۔

سفارشات

خانوادہ عبیدیہ کے ہاں چونکہ معاصر درپیش مسائل کے لیے قابلِ عمل تعلیمات موجود ہیں، لہذا ان کے فروغ کی تحریری و تقریری مساعی عمل میں لائی جائیں۔

ایسے اہل علم جن کی خدمات فقہ اور تصوف دونوں حوالے سے مسلمہ ہیں، ان کے لیے تعارفی سیمینارز کا انعقاد کیا جائے۔

غیر مطبوعہ کتب کی اشاعت کے لیے تنظیم کے تحت باقاعدہ کام کیا جائے۔

مخطوطات پر تحقیقی کام کے لیے لائحہ عمل بنایا جائے تاکہ یہ قلمی مخطوطات ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائیں۔